بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✦ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی تصدیق میں

حضرت خواجہ غلام فرید رح کی

عظیم الشّان شہادت

مؤلفہ

(شیخ) مبارک احمد مولوی فاضل منتظم "جامعہ احمدیہ" قادیان دارالامان

جسے

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے شائع کیا

بار اوّل . تعداد ۲۰۰۰

قاضی نور محمد خوشنویس تحریر نمود

عرض حال

قریبًا دو سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مخدومی و محترمی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے ریاست بہاولپور اور علاقہ جات ملحقہ کے لئے ایک تبلیغی ٹریکٹ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن بعض مصالح کی بنا پر وہ ٹریکٹ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ کہ تنسیخ نکاح کا مقدمہ بہاولپور میں شروع ہوگیا۔ اب خاکسار کو پھر تحریک ہوئی۔ تو موجودہ حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ ٹریکٹ لکھا گیا ہے۔ اس ٹریکٹ میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب اور میاں خلیفہ رکن الدین صاحب کی علمی حیثیات کے بتانے کے بعد "اشارات فریدی" میں سے حضرت خواجہ صاحب کے وہ ملفوظات جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور راستبازی کا اعتراف کرنے کے علاوہ آپ کو امت محمدیہ کا ایک فرد کامل بتایا گیا ہے درج کئے گئے ہیں۔ جن کی صحت کے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس ٹریکٹ کو حضرت خواجہ صاحب کے معتقدین کیلئے مفید اور ہدایت کا باعث بنائے۔ آمین۔

خاکسار مبارک احمد۔ مولوی فاضل "جامعہ"

۲۴ر فروری ۱۹۳۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی شخصیت

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اللہ تعالےٰ نے ہزارہا اولیاء اور برگزیدہ انسانوں کو پیدا کیا۔ جنھوں نے اپنے عملی نمونہ، اپنے اخلاق فاضلہ، اور اپنی روحانیت سے اسلامی تعلیم کو زندگی بخشی۔ اور اللہ تعالےٰ کے پیغام کی اشاعت میں حتی المقدور حصہ لیا۔

انہی بزرگوں اور خدا رسیدہ بندوں میں سے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا بھی ایک گرامی اور مبارک وجود ہے۔ آپ چاچڑاں شریف ریاست بہاولپور کے رہنے والے تھے۔ آپکی روحانیت، طہارت اور پاکیزگی کی وجہ سے نہ صرف ریاست بہاولپور ہی آپ کی گرویدہ اور مطیع تھی۔ بلکہ ضلع ملتان۔ لائلپور۔ منٹگمری ڈیرہ غازی خاں اور ریاست ٹونک کے اکثر لوگ بھی آپ کے حلقہ ارادت و اطاعت میں شامل تھے۔ آپ آج کل کے عام گدی نشینوں اور پیروں کی طرح

نہ تھے۔ بلکہ واقعہ میں آپ بزرگ اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ اشارات فریدی کے سرورق پر آپ کے متعلق لکھا ہے :-

"قطب مدار غوث روزگار سلطان العارفین خلیفۃ اللہ فی السمٰوات والارضین مرکز فلک الولایۃ والعرفان المتصرف فی الاکوان رُوح المعرفت قلب الحقیقۃ نور محض وجود بحت ذات مقدس حضور اقدس قبلہ اہل توحید حضرت خواجہ غلام فرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جو اس زمانہ کے مسیح اور مہدی معہود ہیں، جیسا کہ آئندہ صفحات میں حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات سے ثابت ہوگا، ان کے حق میں فرمایا :-

اے فرید وقت در صدق و صفا	با تو باد آں رو کہ نام او خدا
بر تو بارد رحمت یار ازل	در تو تابد نور دلدار ازل
از تو جان من خوش است اے خوشخصال	دیدمت مردے درین قحط الرجال
درحقیقت مردم معنیٰ کم اند	گو ہمہ از روئے صورت مردم اند
اے مرا روئے محبت سوئے تو	بوئے انس آمد مرا از کوئے تو

آپ کے مریدان بارادت کو آپ سے بے حد محبت و اخلاص تھا۔ آپ کے ارشادات کو اپنے لئے خضر راہ خیال کرتے تھے۔ بلکہ اپنی نجات کا یقینی باعث سمجھتے تھے۔ اسی واسطے حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر آپ کے مخلص مریدوں نے آپ کے ملفوظات و ارشادات کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ جو"اشارات فریدی" یا "مقابیس المجالس" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کتاب کے شائع کرانے میں حضرت

خواجہ صاحب کے فرزند ارجمند خواجہ محمدؐ بخش صاحب اور صاحبزادہ محمدؐ عبدالعلیم خاں صاحب بہادر امیر ٹونک نے خاص طور پر حصہ لے کر اپنے اخلاص اور عقیدت کا ثبوت دیا ہے

اشاراتِ فریدی کی حیثیت

حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات اور ارشادات کی حیثیت تو آپ کی عظمت اور طہارت سے ہی ظاہر ہے۔ کہ وہ کس پایہ اور شان کے ہوں گے۔ لیکن اشارات فریدی کے ہر چہار حصہ کے سرورق پر یہ لکھ کر کہ

"ذالک الکتاب لاریب فیہ"

اور جس کے معنی ہیں۔ کہ یہ کتاب ایسے حقائق اور دقائق پر مشتمل ہے۔ کہ جن کی صداقت میں ذرا بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور ایسی صداقت سے پُر ہے۔ جس کے صدق سے کسی کو انکار نہیں۔ ان الفاظ نے اُن ملفوظات اور ارشادات کی جو "اشارات فریدی" کی صورت میں جمع کئے گئے ہیں۔ اور بھی عظمت بڑھا دی ہے۔ کیونکہ اس کے ضمن میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ ملفوظات واقعہ میں حضرت خواجہ صاحب کے ہی ہیں۔ ان میں کسی اور انسان کا دخل و تصرّف نہیں ہے ؛

اس بات کا ثبوت کہ "اشارات فریدی" واقعہ میں حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات کا ہی مجموعہ ہے۔ یہ ہے۔ کہ مولانا رکن الدین صاحب نے جو خواجہ صاحب کے مخلص عقیدتمندوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ محمدؐ بخش صاحب فرزند ارجمند

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے حکم کے ماتحت ان ملفوظات کو جمع کیا۔ چنانچہ مولانا رکن الدین صاحب نے "ارشادات فریدی" کے سرورق پر لکھا ہے کہ:-

"جمع کردہ بندہ رکن الدین پر ہارسونکی ثبتہ اللہ تعالیٰ علی الصدق والیقین است بفرمان ہدایت بنیان سند السالکین۔ حجۃ الواصلین قطب الموحدین، شیخ الاسلام، محبوب الٰہی، مورد انوار نامتناہی، حضرت خواجہ محمد بخش سجادہ نشین دام فیضہ"

یعنی بندہ رکن الدین نے ان ملفوظات کو حضرت خواجہ محمدؐ بخش صاحب سجادہ نشین کے ارشاد کے مطابق جمع کیا ہے۔

جب ان ملفوظات کو مولانا رکن الدین صاحب نے جمع کر لیا۔ تو خواجہ محمدؐ بخش صاحب کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا۔ خواجہ صاحب موصوف نے اس مجموعہ کو دیکھنے کے بعد اس پر مندرجہ ذیل تقریظ لکھی:-

"الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعدہ میگوید فقیر محمد بخش سکنہ چاچڑاں کہ چوں کتاب معرفت نصاب مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی از ملفوظات سلطان ملّت مصطفوی برہان حجۃ نبوی شاہد حجلہ احدیت، بادشاہ سرادق واحدیت شیخ الاطلاق قطب الآفاق، غوث بالاتفاق، ناطق حقائق، ملکوت کاشف دقائق جبروت صورت مجسم توحید سیدنا و مرشدنا حضرت قبلہ عالم حضور خواجہ غلام فرید والد ماجد مَنْ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہ آنرا برادرم دینی مولانا رکن الدین پرہار سونکی سلمہ ربہ
درمدت نُہ سال ہمہ تن گوش گردیدہ جمع کردہ است یک نسخہ
بود و ہمہ مریدان و معتقدان و جملہ طالبان طریقت و سالکان حقیقت
بہر طرف پویاں وجویان ایں خزینہ معارف بودند۔ پس بصرفِ
زرکثیر باہتمام خانصاحب والا شان محمد عبدالعلیم خانصاحب بہادر
سکنہ ریاست ٹونک طبع کنانیدم تا در اطراف واکناف عالم
شائع گردد و ہر کسے بمطالعہ آں نسخہ متبرکہ ہمت برگمارد و
جواہر معارف بدست آرد۔ فقط فقیر محمد بخش بقلم خود"
(اشارات فریدی حصہ سوم ص۱۸۷)

جناب خواجہ صاحب کی اس تقریظ سے جہاں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی عظیم الشان شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔ پیر صاحب کے ملفوظات کی حقیقت: اور مولانا رکن الدین کی دیانت و امانت کا علم ہوتا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مجموعہ واقعہ میں پیر صاحب کے ملفوظات پر ہی مشتمل ہے۔ اسی لئے "بصرف زرکثیر" شائع کیا گیا۔ اور ان کے جمع کرنے کے لئے ایک مدت نہایت محنت اور کوشش کو کام میں لایا گیا ہے۔ ورنہ اگر اس شائع شدہ مجموعہ میں کوئی بات پیر صاحب کے اعتقادات کے خلاف ہوتی یا ایسی ہوتی جسے خواجہ صاحب نے نہ کہا ہوتا۔ تو خواجہ محمد بخش صاحب اُسے اِس مجموعہ سے خارج کر دیتے۔ لیکن آپ کا اس مجموعہ کو اچھی طرح سے ملاحظہ کرنا اور بعینہٖ اُسی مجموعہ کو شائع کرا دینا اور پھر خود اس

پر تقریظ کر کے اس بات کی تصدیق کرنا کہ یہ ملفوظات حقائق و معارف کا خزینہ ہیں۔ اس بات کا یقینی ثبوت ہے۔ کہ اس مجموعہ میں مولانا رکن الدین صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے ہی ملفوظات مبارکہ ہیں۔ اور آپ کے ہی ارشادات کو قلمبند کیا ہے۔

مولانا رُکن الدّین صاحب کی حیثیت

اگرچہ مندرجہ بالا تصدیق کے بعد اس بات کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات جمع کرنے والے شخص کی دیانت و امانت کا کوئی اور ثبوت پیش کیا جائے۔ تاہم جمع کنندہ کی دیانت و امانت ثابت ہونے سے "اشارات فریدی" کی حیثیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے مریدوں اور عقیدتمندوں کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہتا۔ کہ وہ ان ملفوظات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اس "خزینۂ معارف" سے اپنی رُوح کے لئے غذا بہم پہنچائیں۔ اور ان ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔

جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ مولانا رکن الدین صاحب نے اپنی خواہش یا کسی غیر معتبر ہستی کے کہنے پر حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات کو جمع کرنا نہیں شروع کیا تھا۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحب کے فرزند ارجمند خواجہ محمد بخش صاحب نے آپ کو مقرر کیا۔ کہ وہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے

ملفوظات کو جمع کریں۔ اگر خواجہ محمد بخش صاحب کے نزدیک مولانا رکن الدین صاحب قابل اعتبار شخصیت نہ ہوتے۔ تو انہیں کبھی یہ اہم کام سپرد نہ کیا جاتا۔ بلکہ کسی اور شخص کو اس کام کے لئے انتخاب کیا جاتا۔ لیکن کسی اور شخص کا اس کام کے لئے مقرر نہ کیا جانا اور مولانا رکن الدین صاحب کے سپرد اتنا اہم کام کر دینا اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ مولانا رکن الدین صاحب نیک، خدا ترس اور دیانتدار تھے۔

علاوہ ازیں مثل مشہور ہے۔ "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" اگر مولانا رکن الدین صاحب کو جو ساری عمر خواجہ غلام فرید صاحب کی پاکیزہ صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور آپ کی مجلس میں بیٹھتے رہے۔ آپ کی باتیں، آپ کے مکاشفات کو اپنے کانوں سے سُنا۔ نہ صرف یہ کہ سُنا۔ بلکہ ان کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالا۔ اگر ایسے شخص کو دیانت و امانت سے خالی سمجھا جائے۔ اگر اس شیریں پھل کو کڑوا اور بدمزہ قرار دیا جائے۔ تو پھر اس پھل کا ہی قصور نہیں۔ بلکہ اس درخت کا قصور قرار دینا پڑے گا۔ جس کا یہ پھل ہے۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں۔ کہ درخت تو بڑا اچھا ہے۔ یعنی حضرت خواجہ صاحب واقعی برگزیدہ اور خدا کے پیاروں میں سے ہیں۔ جب پیر و مرشد نیک راستباز۔ دیانت و امانت کا حامل ہے۔ تو یقیناً آپ کا خاص الخاص مرید مولانا رکن الدین بھی دیانت و امانت کا حامل ہے۔

مزید براں سب سے بڑی شہادت جو مولانا رکن الدین صاحب کے دیانتدار، نیک اور صادق ہونے کی ہے۔ وہ اشارات فریدی حصہ چہارم جو

خواجہ فیض احمد صاحب سجادہ نشین کے ارشاد اور ان کے ملاحظہ کے بعد شائع ہوئی ہے۔ اس حصہ کے سرورق پر لکھا ہے۔

"از ملفوظات قطب مدار غوث روزگار × × × × حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جمع کردہ خلیفہ باتمکین بادشاہ ملک صدق و یقین حضرت مولانا محمد رکن الدین قدس سرہ"

یعنی ملفوظات قطب مدار، غوث روزگار حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ جو آپ کے معزز خلیفہ صدق و صفا کے پیکر حضرت مولانا محمد رکن الدین قدس سرہ کے جمع کردہ ہیں" (اشارات فریدی سرورق حصہ چہارم)

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو خواجہ فیض احمد صاحب سجادہ نشین کے ملاحظہ میں آئے اور آپ کی نظر سے گذرے۔ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ انہوں نے دیانت و امانت کو خیرباد کہہ کر یہ ملفوظات جمع کئے یا اپنی طرف سے اس میں کچھ تغیر و تبدل کیا۔ ایک بہتان عظیم ہوگا۔ پس جو شخص خلیفہ اور خلیفہ بھی معمولی نہیں۔ بلکہ "خلیفہ باتمکین" ہو اور "بادشاہ ملک صدق و یقین" ہو۔ اس کے متعلق ہرگز یہ احتمال نہیں ہو سکتا۔ کہ انہوں نے ان ملفوظات کے جمع کرنے میں دیانتداری سے کام نہ لیا ہو۔

اور اگر فرض محال کے طور پر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ آپ نے اس مجموعہ میں کسی قسم کی تحریف وغیرہ کی ہے۔ تو جب "اشارات فریدی" کا چوتھا حصہ شائع ہوا۔ تو خواجہ فیض احمد صاحب سجادہ نشین ان ملفوظات

با ارشادات کو جو حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات کے طور پر شائع کئے گئے تھے۔ لیکن در اصل ان کے نہ تھے خارج کر دیتے۔ لیکن خواجہ فیض احمد صاحب کا اُن ملفوظات کو برقرار رکھنا اور ان کے جمع کرنے والے کو "خلیفہ المکین" اور "بادشاہ صدق ویقین" قرار دینا اور اسی طرح خواجہ محمد بخش صاحب سجادہ نشین کا آپ کو یہ اہم کام سپرد کرنا یہ یقینی اور واضح دلائل ہیں اس امر کے کہ "اشارات فریدی" فی الحقیقت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات کا ہی مجموعہ ہے۔ مولانا رکن الدین صاحب کا اس میں کوئی دخل و تصرف نہیں۔ اور مولانا موصوف کی شخصیت، حضرت خواجہ صاحب سے اخلاص اور عقیدت رکھنے والوں کے لئے کوئی معمولی شخصیت نہیں۔ بلکہ ایک اہم اور واجب التعظیم ہستی ہے۔ جن کی دیانت داری پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

اس بات کے ثابت کر دینے کے بعد کہ "اشارات فریدی" ایک معتبر کتاب ہے۔ اور یہ ایک ایسا مجموعہ ہے۔ کہ جس میں حضرت خواجہ صاحب کے ہی ملفوظات ہیں۔ اب اصل مطلب کی طرف آنا چاہتا ہوں۔

اس بات سے ہر شخص آگاہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے کسی برگزیدہ شخص کو اسی وقت دنیا میں مبعوث کرتا ہے۔ جب دنیا روحانی لحاظ سے بالکل مردہ ہو چکی ہوتی ہے۔ روحیں آسمانی پانی کی خاطر بلبلا رہی ہوتی

ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی اسی سُنت اور قانون کے مطابق اب بھی جبکہ ہر چہار طرف سے کفر و الحاد اور فسق و فجور کے بادل منڈلا رہے تھے۔ اسلام اور اہل اسلام ایک خطرناک تاریکی کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور شریعت اسلامیہ کو قطعی طور پر فراموش کر چکے تھے۔ عوام کی حالت تو درکنار وہ لوگ جو اپنے آپ کو اسلامی شریعت کے لئے ستون اور رکن خیال کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو "ورثۃ الانبیاء" کا مصداق سمجھے بیٹھے تھے۔ ان کا یہ حال ہوگیا۔ کہ وہ قرآن کریم کو بھلا بیٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو بالکل فراموش کر دیا۔ اور ہر ایک بدکاری میں شریک ہونا اپنے لئے اعزاز کا باعث خیال کر لیا۔ اور کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ محبوب خدا محمد مصطفیٰؐ نے صدیوں پہلے مسلمانوں اور ان کے علماء کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا تھا۔ کہ "علماء ھم شرّ من تحت ادیم السماء"۔ یعنی علماء ان تمام سے جو آسمان کے نیچے بستے ہیں۔ خواہ وہ از قسم حیوانات ہیں یا جمادات سب سے بدتر ہوں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور ہزاروں شہادتیں اس امر کیلئے موجود ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ واقعہ میں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پورا ہو چکا۔

لیکن جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کے بگڑنے کے متعلق خبر دی۔ وہاں پر آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بھی اللہ تعالےٰ ایسے اشخاص کو کھڑا کرے گا۔ جو اس کی درستی و اصلاح کرتے رہیں گے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا۔ کہ موجودہ زمانہ اس حد تک پہنچ چکا ہے۔ کہ وہ اپنے طریق اور قانون کے مطابق کسی شخص کو کھڑا کرے۔ تو حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا۔ اور شریعت اسلامیہ کے قیام کے لئے مامور فرمایا۔ لیکن جیسا کہ مخالفین کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے۔ کہ وہ خدا کے پیاروں کی مخالفت اور ان کے مشن کی تباہی و بربادی کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں نے اور علی الخصوص مُلّانوں نے اپنے بزرگ یہودیوں کی پیروی میں حضرت سیّدنا مسیح موعود و مہدی معہود سے اپنی دشمنی کا پورا ثبوت دیا اور آپ کی مخالفت و عداوت میں یہاں تک اندھے ہوئے۔ کہ آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ اور کفر کے فتوے لگا دئے۔ اگرچہ یہودی مولویوں کی یہ حرکات خود حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ تاہم ایسے نیکبخت اور سعادتمند لوگ بھی اللہ تعالیٰ نے کھڑے کئے۔ جنھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو نہ صرف یہ کہ امت محمدیہ کا ایک درخشندہ ستارا بنایا۔ بلکہ آپ کے تمام دعاوی کی تصدیق کرکے کفر کے فتوے لگانے والوں کو ملزم گردانا۔ اور اُن سے نفرت کا علی الاعلان اظہار کیا۔ ایسے بزرگوں میں سے ایک وجود حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ کا بھی ہے۔ اور ایسے لوگ چونکہ اہل اللہ اور حقیقت شناس ہوتے ہیں۔ اس لئے بلاخوف لومۃ لائم خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی نہ صرف یہ کہ تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوتے ہیں۔ بلکہ تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ

حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق میں حضرت خواجہ صاحب نے جس جرأت سے کام لیا ہے۔ وہ آپ کی شان بزرگ کا زبردست ثبوت ہے۔

ذیل میں حضرت خواجہ صاحب کے ان ملفوظات کے درج کرنے سے پیشتر جن میں مسیح وقت کی تصدیق کی گئی ہے۔ ایک سندھ کے بزرگ کی شہادت کو درج کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی شہادات تو کئی ہیں۔ لیکن چونکہ اختصار مدنظر ہے۔ اور یہ بھی بتانا مقصود ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب ہی ایسے بزرگ نہیں۔ جنھوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کو خدا کا برگزیدہ انسان قرار دیا ہو۔ بلکہ کئی اور بھی اہل اللہ ہیں۔ جنھوں نے آپ کی راستبازی کا اعلان کیا ہے۔ اس لئے صرف حضرت خواجہ صاحب اور سندھی بزرگ کی شہادت پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اور ایک صاف دل اور خدا سے خوف رکھنے والے انسان کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔ کہ اہل اللہ اور خدا رسیدہ انسان بھی مسیح وقت اور مہدی دوران کی تصدیق میں رطب اللسان ہیں سچ ہے ؎

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

پیر سائیں جھنڈے والے کی تصدیق

سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب جو بمبئی میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔

سندھ کے ایک بزرگ "پیر سائیں جھنڈے والے" کے مریدوں اور عقیدتمندوں سے تھے۔ ۱۸۹۵ء کے آخر میں یا ۱۸۹۶ء کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت عمومی اور ان پر کفر کے فتووں کی بھرمار کو دیکھ کر اپنے بزرگ سندھی صاحب کو ایک خط فارسی میں تحریر کیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :۔

"ہم تو دنیا دار ہیں۔ اور روحانی آنکھوں سے اندھے ہیں اور آپ لاکھوں انسانوں کے پیشوا اور رہنما ہیں۔ صاحب بصیرت ہیں۔ لہذا آپ حلفاً جواب دیں۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعیٔ مہدویت و مسیحیت اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب۔ اگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ (مرزا صاحب) سچے ہوئے۔ اور ہم ہدایت سے محروم ہو گئے۔ تو آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کے ذمہ وار ہیں۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں اور ہم نے نادانی سے ان کو مان لیا۔ تو ہماری گمراہی کا وبال سب آپ کے سر پر ہے۔"

اس سوال کا جواب حضرت پیر سائیں جھنڈے والے صاحب نے جو لکھا۔ وہ بھی درج ذیل ہے :۔

"**شہادت اوّل** :۔ ہمارے سلسلہ کا دستور ہے۔ کہ مابین نماز مغرب و عشاء ہم اپنے مریدوں کے ساتھ حلقہ کر کے ذکر اللہ کیا کرتے ہیں۔ ایک روز حلقہ میں بحالتِ کشف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے دیکھا۔ تو ہم نے آپ سے سوال کیا۔ کہ یا حضرت یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا۔

"از ماست"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہماری طرف سے ہے۔

شہادت دوم:۔ "ہمارے خاندان کا وطیرہ ہے۔ کہ بعد از نماز عشاء ہم کسی سے کلام نہیں کرتے۔ اور سو جاتے ہیں یہی سُنّت رسول ہے۔ ایک دن خواب میں ہم نے آنحضرت صلعم کو دیکھا۔ تو ہم نے سوال کیا۔ کہ حضور مولویوں نے اس شخص (حضرت مسیح موعود) پر کفر کے فتوے لگا دئے ہیں۔ اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"در عشق ما دیوانہ شدہ است"

یعنی مرزا غلام احمد تو ہمارے عشق اور محبت میں دیوانہ ہیں۔

شہادت سوم:۔ "ہمارا سلسلہ اور خاندان تہجّد گذار ہے۔ اس لئے ہم روزانہ رات کو تین بجے کے بعد اٹھتے ہیں۔ اور بعد نماز تہجّد کروٹ پر لیٹے رہتے ہیں۔ اور اسی وضوء سے صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور یہ بھی سُنّت رسول صلعم ہے ایک دن اسی کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت

ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی۔ تو ہم نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دیدئے۔ تو آپ نے بڑے جلال میں تین بار دوہرا کر فرمایا۔

"ھو صادق۔ ھو صادق۔ ھو صادق"

یعنی مرزا غلام احمد تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمد تو سچے ہیں۔ مرزا غلام احمد تو سچے ہیں۔

یہ جواب "پیر سائیں جھنڈے والے" صاحب نے جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب آف بمبئی کے پاس یہ لکھ کر کہ

"یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے۔ مانتا نہ ماننا آپ کا کام ہے"۵

راقم رشید الدین پیر صاحب العَلَم

بھیج دیا۔

یہ جواب پہنچنا تھا۔ کہ سیٹھ اسمٰعیل صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ اور آپ کے حلقۂ اطاعت میں داخل ہو گئے ۞

۵۔ اس تحریر کو سیٹھ اسمٰعیل صاحب آدم آف بمبئی نے اخبار الفضل مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۰ء میں متلاشیان حق کے فائدہ کے لئے شائع کرا دیا ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی تصدیق

سندھی بزرگ کی شہادت درج کرنے کے بعد حضرت خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات کو جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کی آپ نے تصدیق فرمائی اور آپ کو امت محمدیہ کا فرد کامل بنایا ہے۔ درج کئے جاتے ہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں تمام علمار نے متحد ہو کر واویلا شروع کیا۔ اور ہر طرف عداوت کا طوفان برپا ہوگیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام علمار سجادہ نشینوں اور پیروں کو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کے لئے آخر دعوت مباہلہ دی۔ اسی فہرست میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے پاس بھی دعوت مباہلہ پہنچی۔ اس کا جو جواب خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا۔ وہ آپ کے مریدان باصفار کے لئے قابل غور ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"من فقیر باب اللہ غلام فرید سجّادہ نشین الیٰ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔

الحمد للہ رب الارباب والصلوٰۃ علی رسولہ الشفیع بیوم الحساب وعلیٰ آلہٖ والاصحاب والسلام علیکم وعلی من اجتہد واصاب اما بعد فقد

ارسلت الی الکتاب و به دعوت بالمباهلة وطالبت بالجواب و انی وان کنت عدیم الفرصة ولکن رأیت جزئیه من حسن الخطاب وسوق العتاب اعلم یا اعز الاحباب انی من بدو حالك واقف علی مقام تعظیمك لنیل الثواب وما جرت علی لسانی کلمة فی حقك الا بالتبجیل ورعایة الاداب والان اطلع لك بانی معترف بصلاح حالك بلا ارتیاب وموقن بانك من عباد الله الصالحین وفی سعیك المشکور مثاب وقد اوتیت الفضل من الملك الوهاب ولك ان تسئل من الله تعالی خیر عاقبتی وادعو لك حسن ماٰب ولولا خوف الاطناب لازددت فی الخطاب والسلام علی من سلك سبیل الصواب"

ترجمہ اس کا یہ ہے۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں۔ جو رب الارباب ہے۔ اور درود اس رسول مقبول پر جو یوم الحساب کا شفیع ہے۔ اور نیز اس کی آل اور اصحاب پر اور آپ پر سلام اور ہر یک پر جو راہ صواب میں کوشش کرنے والا ہے۔ اس کے بعد واضح ہو۔ کہ مجھے آپ کی وہ کتاب پہنچی۔ جس میں مباہلہ کے لئے جواب طلب کیا گیا ہے۔ اور اگرچہ میں عدیم الفرصت

ہوں

تھا۔ تاہم میں نے اس کتاب کی ایک جز کو جو حسن خطاب اور طریق عتاب پر مشتمل تھی پڑھی ہے۔ سوائے ہر یک حبیب سے عزیز تر۔ آپکو معلوم ہو۔ کہ میں ابتدا سے آپ کی تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں۔ تا مجھے ثواب حاصل ہو۔ اور کبھی میری زبان پر بجز تعظیم و تکریم اور رعایت آداب کے آپکے حق میں کوئی حکم جاری نہیں ہوا۔ اور اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں بلا شبہ آپکے نیک حال کا معترف ہوں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آپ خدا کے صالح بندوں میں سے ہیں اور آپ کی سعی عند اللہ قابل شکر ہے۔ جس کا اجر ملے گا۔ اور خدائے بخشندہ بادشاہ کا آپ پر فضل ہے۔ میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کریں اور میں آپ کے لئے انجام خیر و خوبی کی دعا کرتا ہوں۔ اگر مجھے طول کا اندیشہ نہ ہوتا۔ تو میں زیادہ لکھتا۔ والسلام علی من سلک سبیل الصواب۔

منمقام چاچڑاں

آگے چل کر خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

"بعد ازاں در باب مرزا صاحب فرمودند کہ مرزا صاحب مردے نیک و صالح است و نزد من کتابے از ملہمات خود فرستادہ است۔ کمال او ازاں کتاب ظاہر است۔ اندریں اثناء بعضے از علماء ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالے

نشستہ بود۔ نسبت مرزا صاحب زبان طعن کشادہ ردّ و انکار کرد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ در جوابش فرمودند نے ۔نے وے مردے صادق است ۔مفتری و کاذب نیست ایں معاملہ جعلی و خود ساختہ او نیست" اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳

ترجمہ :۔ اس کے بعد جبکہ آپ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے بارے فرمایا۔ کہ آپ نیک اور صالح ہیں۔ اور میرے نزدیک تو آپ ایک کامل شخص ہیں۔ چنانچہ آپ کا کمال ان الہامات سے ظاہر و باہر ہے۔ جسے ایک کتابی صورت میں میرے پاس بھیجا ہے ۔ اس اثنا میں (جبکہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی تعریف و توصیف بیان کی تو۔ ناقل) بعض ظاہر پرست علماء جو آپ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ بول اُٹھے اور حضرت مرزا صاحب کے حق میں زبان طعن دراز کرنے لگے۔ اور (حضرت خواجہ صاحب کے سابقہ بیان کی) تردید اور اس کا انکار کرنے لگے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا۔نہیں نہیں مرزا صاحب تو اپنے دعویٰ اور ان الہامات میں صادق و راستباز ہیں۔ اور مفتری و کاذب نہیں ہیں۔ اور یہ معاملہ (یعنی آپکے الہامات اور دعویٰ) مرزا صاحب کا اپنا بنایا ہوا اور جعلی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق آپ نے جس وضاحت اور فصاحت سے فرمائی ہے ۔ مجھے اس کی تشریح کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آپ کے مرشد و آقا اور واجب الاطاعت بزرگ حضرت خواجہ صاحب نے جب ظاہر پرست علماء کی تردید و انکار پر

بھی اپنے سابقہ بیان۔ تعریف و توصیف کو نہیں بدلا۔ بلکہ ایسے علماء کی آپ نے اسی وقت تردید کی اور نہایت زور کے ساتھ فرمایا کہ "نے نے" یعنی تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ مرزا صاحب ہرگز ہرگز ایسے نہیں۔ جیسا کہ تم بیان کرتے ہو یا جیسا آج کل آپ کو حضرت مرزا صاحب کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔ بلکہ آپ راستباز اور برگزیدہ بندے اور کامل شخص ہیں۔ جیسا کہ آپ کے الہامات سے ظاہر ہے۔ اس سے آگے چل کر حضرت خواجہ صاحب نے آپ کے دعویٰ کی ضرورت اور اس کی تصریح کے ساتھ تصدیق فرما دی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"بعد ازاں فرمودند مردمان انا الحق گفتہ اند وے اگر خود را مجدّد و عیسیٰ قرار دادہ تاہم عبد میگویانند" (اشارات فریدی حصہ سوم ص۱۳)

یعنی فرمایا۔ کہ آدمیوں نے انا الحق کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نے مجدد اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا ہوا۔ اپنے آپ کو آخر بندہ ہی تو کہتے ہیں۔

اس میں حضرت خواجہ صاحب نے ان لوگوں کی تردید کر دی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ افترار کرتے ہیں۔ کہ آپ نے (نعوذ باللہ) خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور کس عمدگی سے حضرت خواجہ صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ وقت کے مجدّد ہیں۔ اور تجدید و اصلاح کے دعویدار ہیں۔ مگر یہ از خود نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا۔ اور وہ عیسیٰ جس کی تم لوگ انتظار کر رہے ہو۔ نہ اس نے آنا ہے نہ کبھی کوئی اس طرح پر پہلے آیا۔ اس لئے عیسیٰ بھی یہی ہے۔ جناب خواجہ صاحب موصوف نے ایک اور موقعہ پر یہ بیان

فرمایا ہے۔ کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے۔ اور نہ ہی وہ اس وقت تک زندہ موجود ہیں۔ چنانچہ اشارات فریدی کے حصہ چہارم میں[۱] جو خواجہ فیض احمدؐ صاحب کے ملاحظہ اور تصدیق کے بعد شائع ہوتی ہے۔ جیساکہ وہ تصدیق نامہ اس حصہ کتاب میں بھی درج ہے۔ لکھا ہے :۔

"سخن در رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام افتاد یکے از حضار عرض کرد کہ قبلہ حضرت عیسیٰ بایں جسد عنصری مرفوع شدہ یا بعد موت عرفی روح پاک اوشان گردیدہ است۔ حضور فرمودند۔ ہمچوں دیگر انبیاء[۱] واولیاء مرفوع گشتہ اند بعد ازاں فرمودند۔۔۔ روح پاک اوشاں مرفوع گشتہ است

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور اٹھائے جانے کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ قبلہ! حضرت عیسیٰ اس جسم خاکی کے ساتھ اٹھائے گئے ہیں۔ یا موت عرفی کے بعد آپ کی روح کا رفع ہوا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ جس طرح دوسرے انبیاء کرام اور اولیاء کا روحانی رفع ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کا بھی روحانی رفع ہوا ہے" اور آگے چل کر پھر فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "روح کا رفع ہوا ہے" ص۱۳۶

اس میں حضرت خواجہ صاحب نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں جو تحقیق ہے اس کی تصدیق فرمائی۔ وہاں دوسری جگہ یہ بیان کرکے کہ آپ عیسیٰ ہیں۔ اس بات کی طرف اپنے عقیدتمندوں کو توجہ دلائی۔ کہ مسیح موعود یہی شخص ہے۔ اور

منکرین مسیح موعودؑ سے اظہار نفرت فرمایا۔ چنانچہ ایک دفعہ بعد نماز عشاء حضرت خواجہ صاحب کی مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر چل پڑا جسے اشارات فریدی میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہم اس تمام گفتگو کو درج کرتے ہیں۔

"بوقت عشاء شب سہ شنبہ بست ونہم از ماہ شعبان سال مذکور × × × × × × سخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی و در بیان ردّ و قدح و ذمّ منکرین افتادہ بود۔ دانشمندے حاضر بود۔ وے صفت و ثنا ء مرزا صاحب کرد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالےٰ ببقائہ بدرجہ غائت خوش و مسرور شدند۔ بعد ازاں فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عزّ وجل میگذارند۔ یا نماز میخوانند۔ یا تلاوت قرآن شریف میکنند۔ یا دیگر شغل اشغال مے نماید۔ و بر حمائت اسلام و دین چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لندن را نیز دعوت محمدؐی کردہ است و بادشاہِ روس و فرانس وغیرہما را دعوتِ اسلام نمودہ است و ہمہ سعی و کوشش او در اینست کہ عقیدۂ تثلیث و صلیب کہ سراسر کفر است بگذارند۔ و بتوحید خداوند تعالیٰ بگروند۔ و علمائے وقت را بہ بینید کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف درپے ایں چنیں نیک مرد کہ از اہل سنت و جماعت است۔ و بر صراط مستقیم است۔ و راہ ہدایت می نماید۔ افتادہ اند۔

وبروے حکم تکفیر میسازند۔ کلام عربی او بہ بیند۔ کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقائق وہدایت است۔ واز عقائد اہلسنت وجماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست" (صفحہ ۶۹۔ ۷۰ حصہ سوم)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خلاف نکتہ چینی کی جا رہی تھی۔ دانشمند بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی تعریف و توصیف کی۔ حضرت خواجہ صاحب اس تعریف و توصیف کو سُن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ اور اظہار مسرت فرمایا۔ اور کہا۔ کہ مرزا صاحب تو اپنے تمام اوقات خدا تعالےٰ کی عبادت اور دعا۔ نماز اور قرآن کریم کے پڑھنے میں اور اسی قسم کے دیگر اشغال میں گذارتے ہیں۔ دین اسلام کی حمایت کے لئے آپ نے ایسی کمر ہمّت باندھی ہے۔ کہ ملکہ زمان کو لندن میں دعوت اسلام بھیجی ہے۔ اسی طرح بادشاہ روس و فرانس اور دیگر سلاطین کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی تمام تر سعی و کوشش اس امر کے لئے ہے۔ کہ عقیدہ تثلیث (عیسائی لوگ تین خدا مانتے ہیں) اور صلیب جو کہ سراسر کفر اور الحاد ہے نابود ہو جائے۔ اور اس کی بجائے اسلامی توحید پھیل جائے۔ علماء وقت کی طرف دیکھو کہ باقی تمام جھوٹے مذاہب کو چھوڑ کر صرف اس نیک مرد پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جو رسول خدا کی پوری پیروی کرنے والے اور صراط مستقیم پر چلنے والے اور راہ ہدایت دکھانے والے ہیں۔ ایسے برگزیدہ انسان

اور فردِ کامل پر کفر کے فتوے لگا دئے ہیں۔ حالانکہ اسکے کلام کو دیکھا جائے تو انسانی قدرت سے باہر ہے۔ اور آپ کا تمام کا تمام کلام معارف و حقائق سے لبریز ہے۔ اور سراسر ہدایت کا راستہ ہے۔ اور آپ اہلسنت والجماعت کے عقائد و دین محمدی کی ضروریات سے ہرگز منکر و انکاری نہیں ہیں۔

اس گفتگو سے جہاں ظاہر پرست ملانوں کی مذمت ثابت ہوتی ہے۔ اور ان کے طریق مخالفت پر اظہار ناراضگی معلوم ہوتی ہے۔ وہاں نہایت صفائی کے ساتھ اس بات کو بھی ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو کام حضرت سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا۔ کہ "یکسر الصلیب" یعنی مسیح عقائد نصاریٰ کا ابطال اور ان کی تردید کرے گا۔ اس کام کو آپ نے نہایت عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اور بغیر کسی خوف و خطر کے تمام بادشاہوں اور سلاطین کو اسلام کی تبلیغ کے لئے مختلف کتب اور دعوت نامے بھیجے ہیں۔ کیا ان علماء مکفرین میں سے کسی کو جرأت ہوئی۔ کہ وہ کسی بادشاہ کو، کسی حاکم کو دعوت اسلام دیتے اور اس کی حقیقت سے آگاہ کرتے؟

برعکس اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف عقائد نصاریٰ اور عیسائیت کی تعلیمات کے عظیم الشان قلعے کو ہی مسمار نہیں کیا۔ بلکہ اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کی عبادت میں بھی آپ دن رات مشغول رہے۔ کیا ایسے مقدس انسان کو سوائے اس کے کہ اسے خدا تم

کا برگزیدہ کہا جائے کچھ اور کہا جا سکتا ہے؟ یہاں پر حضرت خواجہ صاحب نے ان لوگوں کے الزامات کی بھی تردید فرما دی ہے۔ جو آپ کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ ان تعلیمات اور عقائد کے منکر ہیں۔ جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ اور جن کی تعلیم حضرت رسول مقبول صلعم نے دی ہے۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ آپ ضروریات دین سے ہرگز انکاری نہیں ہیں۔ اور آپ کے عقائد کو ہی حقیقتہً سنت نبوی کے مطابق قرار دیا ہے۔ اور کیوں نہ آپ کے عقائد کو صحیح قرار دیا جاتا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ حَکَم و عَدَل ہو کر تشریف لائے تھے۔

حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعاوی پر جو دلائل قائم کئے ان کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ اور ان علامات کو جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے زمانہ کے لئے مقرر فرمائیں۔ ان کے پورا ہونے کی بھی تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"فرمودند کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ۔ مگر ازاں میاں دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ برتر و بدرجہ غایت بر دعوی مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ کہ در حدیث شریف آمدہ است۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کدعہ ویصدقہ اللہ تعالیٰ' یعنی فرمودند نبی

صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید مہدی از دیہی کہ گفتہ شد او را
کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است۔

"دوم ایں است کہ او میگوید کہ در دارقطنی ایں حدیث از
امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا
آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف
القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی
النصف منہ۔ ہرگاہ خسوف قمر وکسوف شمس بتاریخ ششم
از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہزدہ صد ونو وچار واقع شد"

حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ مہدویت کے متعلق بہت سے دلائل اور علامات بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے دو علامتیں جو کہ آپ نے اپنی کتاب میں بھی درج فرمائی ہیں۔ آپ کے دعویٰ کی صداقت پر زبردست گواہ ہیں۔ جن میں سے ایک تو یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہدی ایک ایسی بستی سے نکلیگا جس کو کدعہ کہتے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کر دیگا۔ اور کدعہ در اصل قادیان کا معرّب ہے۔

دوسری علامت جسے حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے یہ ہے۔ کہ دارقطنی میں حضرت امام محمد باقر کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے۔ کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں۔ وہ کسی کے لئے نہیں دکھائے گئے۔ چاند کو گرہن رمضان کی پہلی تاریخ اور سورج

کو اس کے نصف میں گرہن لگیگا۔ چنانچہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا نشان ۶راپریل ۱۸۹۴ء میں پورا ہو گیا۔"

حضرت خواجہ صاحب کے مندرجہ بالا ارشاد سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت کا تھا۔ یعنی آپ اس زمانہ کے مہدی تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات مہدی کے لئے مقرر فرمائیں۔ وہ پوری ہو گئیں۔ اور ان میں سے دو یہ ہیں۔ کہ جو نہایت صفائی اور عمدگی کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔ یعنی ایک تو آپ کے لئے سورج اور چاند گرہن ہوئے اور گرہن بھی ان تاریخوں میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے بتائی تھیں۔ اور دوسرا نشان مہدی کے متعلق یہ تھا۔ کہ وہ کدعہ بستی سے نکلیگا۔ اور در اصل قادیان کدعہ ہی کا تبدیل شدہ نام ہے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ہے "کہ کدعہ در اصل معرب قادیان است"۔

سورج گرہن اور چاند گرہن کی تاریخوں کے متعلق اور اس کے اصل مطلب سے بھی آپ نے اپنے مریدان باصفا کو کسی شک وشبہ میں نہیں رکھا بلکہ فرمایا:-

"سبحان اللہ بشنو بد آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ و مولویان منکراں را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ ازاں مدت کہ آسمان و زمین پیدا

شدہ اند آن دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ و آن دو نشان این است۔ کہ در وقت ادعائے مہدی موعود خسوف قمر دراں اوّل شب خواہد بود کہ آں شب از سہ شب خسوف اوّل است یعنی شب سیزدہم از رمضان و کسوف شمس دراں روز خواہد بود کہ از ایام کسوف درمیانہ روز است یعنی بست و ہشتم از رمضان۔ بعدازاں حضور فرمودند۔ کہ بے شک معنی حدیث شریف ایں صحیح است کہ مرزا صاحب بیان کردہ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہار دہم یا پانزدہم واقع مے شود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بست و ہفتم یا بست و ہشتم یا بست و نہم ماہ وقوع می آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار عیسوی واقع شدہ است و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اوّل شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ و کسوف درمیانہ روز از روزہا کسوف شمس واقع گشتہ است" صـ۲۷

ترجمہ:۔ "سبحان اللہ! سُنئے! جو کچھ مرزا صاحب نے اس حدیث شریف کے معنی بیان فرمائے ہیں۔ اور منکر مولویوں کو جو جواب دیا ہے مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس حدیث کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ جو کہ اس سے پہلے کسی مدعی کی خاطر ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ دو نشان یہ ہیں۔ کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو گرہن

لگیگا- اور وہ رات ان راتوں میں سے پہلی رات ہوگی- جن میں چاند گرہن ہوا کرتا ہے- یعنی تیرھویں رمضان کو- اور سورج گرہن ہوگا- اور وہ دن درمیانی ہوگا ان دنوں میں سے جن میں کہ سورج گرہن ہوا کرتا ہے- یعنی ۲۸ رمضان کو-
اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا- کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں- کہ جو معنی مرزا صاحب نے اس حدیث کے بیان فرمائے ہیں- حقیقتاً وہی صحیح ہیں- چونکہ چاند گرہن ہمیشہ تیرھویں یا چودھویں یا پندرھویں کو ہوتا ہے- اور سورج گرہن ہمیشہ ستائیسویں یا اٹھائیسویں یا انتیسویں کو ہوتا ہے- پس چاند گرہن تو ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳ر رمضان یعنی شبہائے خسوف میں سے پہلی رات کو ظہور میں آگیا- اور سورج گرہن بھی اٹھائیسویں تاریخ یعنی درمیانی دن کو ظاہر ہوگیا"

مندرجہ بالا ارشاد سے بیّن طور پر یہ واضح ہوتا ہے- کہ حضرت مرزا صاحب نے جو اس حدیث کسوف و خسوف کے معنی سمجھے اور بیان فرمائے- وہی درست اور صحیح ہیں- اور ان کے خلاف معانی کرنیوالے وہ لوگ ہیں جو منکر ہیں

خواجہ صاحب نے نہایت صفائی کے ساتھ کسوف و خسوف کے قاعدہ سے آگاہی دیکر اپنے عقیدتمندوں کے لئے ایسی شاہ راہ کو تیار کیا- جس پر چل کر ایک انسان خدا کے پیارے مسیح اور مہدی کے دامن سے وابستہ ہوکر رضاء الٰہی کو حاصل کر سکتا ہے- کیونکہ مامور وقت کو قبول کرنا اور مہدی دوران کے طریق عمل کے مطابق اپنے اعمال کو بنانا ہی ابدی نجات کا باعث ہے- لیکن افسوس کہ بعض ظاہر پرست علماء جو دین کے مغز اور شراجیت اسلامیہ

کی حقیقت سے کورے ہیں۔ وہ حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کے طریق کار اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات کے طریق کو نہ صرف یہ کہ نا پسند کرتے ہیں۔ بلکہ اسے انبیاء کی توہین قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس طریق کو ان کے بزرگ نہ صرف مخالفین اسلام کے خلاف اختیار کر چکے ہیں۔ بلکہ اپنے سے مختلف العقیدہ مسلمانوں کے خلاف بھی اس حربہ کو استعمال کرتے ہیں۔ مگر مقام انبساط ہے۔ کہ وہ لوگ جو حقائق سے آشنا ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے طریق کار کو نہ صرف بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ بلکہ اُسے ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں کے خلاف ان کی "مقدس انجیل" سے ان کے خداوند یسوع کی پوزیشن کو واضح کیا اور بتایا۔ کہ جس تمہارے خدا کی یہ حالت ہے۔ اس کو آنحضرت صلعم پر فضیلت دیتے ہوئے شرماؤ۔ اور آپ کے خلاف بد زبانی کرنے سے رکو۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یسوع کی شخصیت بتاتے ہوئے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ بلکہ جو کچھ کہا۔ وہ عیسائیوں کی اپنی الہامی کتاب سے ہی بتایا۔ مگر ننگ اسلام علماء نے اسے کفر قرار دیا۔ برعکس اس کے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس طریق کو مذہب عیسائیت کے ابطال کے لئے ضروری خیال فرماتے ہیں۔ چنانچہ کسی نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بہت بُرا بھلا کہا ہے۔ اور عیسائیوں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک سے دستکش ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔

اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگر تم اے عیسائیو! ایسا نہیں کروگے۔ تو میں تمہارا تمام پول کھول کر رکھ دونگا۔ اور تمہارے فرضی یسوع کی وہ گت بناؤنگا۔ کہ تمہیں چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا۔ اس پر حضرت خواجہ صاحب نے جو فرمایا۔ وہ نہ صرف اہل ریاست اور خود آپ کے عقیدتمندوں کے لئے قابل غور ہے۔ بلکہ وہ لوگ جو اس بات پر حضرت مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دیتے ہیں ان کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے۔ کہ ایک حقیقت شناس اور برگزیدہ ہستی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس طریق مدافعت کے متعلق کیا کہتی ہے۔

" آرے ایں چنیں است " (اشارات فریدی حصہ سوم ص۱۷۹)

ہاں! ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

یعنی جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے خداوند یسوع کے متعلق فرمایا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہی وہ کاری حربہ ہے۔ جس سے عیسائیت دم بخود ہوکر رہ جائیگی۔

چنانچہ کون اس بات سے بے خبر ہے۔ کہ عیسائیت خدا کے فضل سے احمدیت کے سامنے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اسی ہتھیار کو لے کر آج غیر احمدی مسلمان عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ واقع میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیشکردہ طریق ہی کامیابی اور فتح کا ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک یہ بات بھی کہی گئی ہے۔

کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائیگا۔ تو ایک فارسی النسل شخص اُسے دو بارہ زمین پر لائیگا۔ یعنی دنیا میں علم قرآن نہیں رہیگا۔ ایمانیات اور روحانیات سے لوگوں کی دلچسپی کم ہو جائے گی۔ لیکن مسیح موعود قرآن کریم کے ایسے معارف اور حقائق پیش کریگا۔ کہ جس سے از سرِ نو ایمان اور روحانیت کا چشمہ اُبل پڑیگا۔ مسیح موعودؑ کے بیان کردہ نکات سے انسانی قلوب میں مذہب کی محبت اور الفت پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں جو لیکچر دیا۔ نہ صرف یہ کہ تمام دنیا نے ان معارف کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بلکہ خود حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے بھی ان نکات قرآن کو سُن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

”اندریں اثنا از طرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یک خط مع چند اوراق در مضامین فتح اسلام جلسہ اعظم مذاہب لاہور بجناب اقدس حضور خواجہ ابقاہ اللہ ببقائہ وارد گردیدہ اند کہ ازاں خود بر دستنا ہم دیدند انگاہ اخویصاحب مولوی غلام احمد را باز دادند فرمودند۔ کہ بخواں وے اول مضامین فتح اسلام جلسہ را بخواندند در وے عجب اسرار از معانی قرآن شریف درج بودند۔ کہ عقل حیران مے شد۔ و حضور ابقاہ اللہ تعالیٰ بکمال توجہ آنرا سماع مے فرمودند بسوئے حضرت قطب المعتدین صاحب زادہ صاحب ادام اللہ تعالےٰ

بدوامہ نظر فیض اثر کردہ تبسم می نمودند گاہ گاہ بطرف آں
دانشمند کہ نسبت بمیرزا صاحب گونہ انکار داشت نیز نیز نظر
فرمودہ نیز تبسم می کردند گویا اشارہ می نمودند کہ بشنو چگونہ
کلامیست پُر تاثیر و چگونہ فصاحت و بلاغت است و از اسرار
معانی شریعت چہ قدر در سفتہ است" (اشارات فریدی حصہ سوم ص۹۲)

ترجمہ۔ کہ اسی اثناء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف سے ایک خط مع چند اوراق متعلقہ مضامین جلسہ اعظم مذاہب لاہور حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ جن میں سے چند اوراق تو خود حضرت خواجہ صاحب نے پڑھے۔ اور باقی مولوی غلام احمد صاحب کو پڑھنے کے لئے دیدئے۔ اور آپ سنتے رہے۔ اس مضمون میں قرآن کریم کے معانی اور عجب اسرار و حقائق بیان کئے گئے تھے۔ جن کو سُن کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب اس تمام مضمون کو نہایت توجہ کیساتھ سنتے رہے۔ اور حضرت قطب الموحدین کی طرف اپنی پر تاثیر نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر مسکراتے تھے۔ کبھی کبھی دانشمند کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے جاتے۔ کیونکہ دانشمند حضرت مرزا صاحب کی نسبت کسی قدر انکار رکھتا تھا گویا آپ اس بات کا اشارہ فرماتے کہ سنو! کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ کلام کس قدر پُر تاثیر اور کتنا فصیح و بلیغ ہے۔ اور اس میں کس عمدگی سے قرآن کریم کے معانی اور اس کے حقائق و معارف کو بیان فرمایا ہے"

حضرت خواجہ صاحب کی تو یہ حالت ہوتی۔ کہ جب بھی حضرت مسیح موعودؑ

کا آپ کے پاس کوئی خط یا رسالہ پہنچا۔ آپ اتنے خوش ہوئے۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ چنانچہ اسی موقعہ پر آپ نے خط سنا۔ خط سن چکنے کے بعد کی حالت کے متعلق لکھا ہے۔

"حضور بدرجۂ غایت مسرور و خورسند شدند۔ و بر چہرہ مبارک حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ از حد زائد آثار بشاشت و مسرّت نمایاں بودند" (اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ ۹۲)

یعنی حضرت خواجہ صاحب بدرجہ غایت مسرور اور خوش ہوئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر حد سے زائد بشاشت و مسرّت کے آثار نمایاں تھے"

حضرت خواجہ صاحب کی تو یہ حالت ہے۔ کہ اس طرح آپ کے خطوط اور آپ کی کتابوں کو پڑھ کر خوش ہوتے۔ جس طرح ایک مخلص اور حقیقی متبع اپنے آقا و مرشد کے خطوط کو پڑھ کر خوش ہوتا ہے۔

لیکن کس قدر افسوس ہے۔ کہ آپ لوگ حضرت خواجہ صاحب سے عقیدت رکھتے ہوئے اور ان کی تابعداری میں رہتے ہوئے ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے غافل ہیں۔ اور ضلالت و گمراہی میں پڑے خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ پس اگر آپ لوگ واقعہ میں حضرت خواجہ صاحب کو اپنا مرشد حقیقی سمجھتے اور یقین کرتے ہیں۔ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے مبارک خیال کرتے ہیں۔ تو آپ کا فرض ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کی پیروی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا مسیح موعودؑ سمجھیں اور ان کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو کر حضرت خواجہ صاحب کی

روح مبارک کو خوش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

یاد رکھیں۔ اگر آپ لوگوں نے اس طرف توجہ نہ کی اور اپنے موجودہ طریق کو ہی جاری رکھا۔ تو حضرت خواجہ صاحب کی روح آپ پر ویسے ہی افسوس کریگی۔ جیسے حضرت خواجہ صاحب نے اپنی زندگی میں حافظ گموں کے روبرو پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"حافظ گموں سکنہ حدود گڑھی اختیار خاں بہ نسبت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ناسزا گفتن آغاز کردہ ہمیں کہ چہرہ انور متغیّر گردید و برآں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند"

یعنی حضرت خواجہ صاحب کی مجلس میں مختلف قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص مسمّی حافظ گموں سکنہ حدود گڑھی اختیار خاں نے حضرت مرزا صاحب کی شان میں کچھ نازیبا الفاظ کہنے شروع کئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اسے بہت بُرا منایا۔ آپ کے چہرے کا رنگ متغیّر ہو گیا اور حافظ گموں کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کی"۔ حضرت خواجہ صاحب کی اس زجر و توبیخ کو سُن کر حافظ گموں حضرت مرزا صاحب کو بُرا بھلا کہنے کی وجہ بیان کرنے لگا۔ کہ :-

"قبلہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات وصفات اور حضرت مہدی موعود کے صفات وغیرہ (حضرت) مرزا صاحب میں نہیں پائے جاتے۔ تو پھر ہم کس طرح تسلیم کر لیں۔ کہ (حضرت) مرزا صاحب عیسیٰ و مہدی ہیں؟"

اس کے جواب میں حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا :۔
"اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہاں ہستند۔ آں چناں نیستند
کہ در دہے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں مرزا صاحب
غلام احمد قادیانی مہدی باشند چہ در حدیث شریف آمدہ
کہ دوازدہ دجال اند پس چنداں مہدی اند و در حدیث
شریف وارد شدہ است کہ عیسٰی و مہدی یک است"
(ص ۱۲۳)

یعنی وہ اوصاف اور معیار جو اپنے دلوں میں لوگوں نے مہدی کے
سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ درست نہیں ہیں۔ کیونکہ مہدی کے اوصاف تو
پوشیدہ ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے مہدی ہونے میں
کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں لکھا ہے۔ کہ بارہ [۱۲]
دجال ہوں گے۔ لہذا اتنے ہی مہدی بھی ہونے چاہئیں۔ اور حدیث
میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مہدی و عیسٰی ایک ہی وجود ہے"

ان تمام بیانات میں حضرت خواجہ صاحب نے نہایت صفائی کے
ساتھ واضح کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے کی علامات جس
رنگ میں لوگوں نے سمجھ رکھی ہیں۔ دراصل ان کا وہ مطلب نہیں ہے
اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس زمانہ کے مہدی موعود ہیں۔
آخر میں ہم اتنا عرض کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی شخص کی صداقت
اور راستبازی معلوم کرنے کے لئے ہرگز ان دلائل کو کام میں نہیں

لانا چاہیئے۔ جنھیں دراصل دنیا نے خود اختراع کر لیا ہے۔ بلکہ ہمیشہ الہامی اور قرآنی دلائل و معیار سے کسی شخص کی صداقت کو معلوم کرنا چاہیئے۔
حضرت خواجہ صاحب بھی فرماتے ہیں :-

"چوں آنحضرت ظاہر شدند و مبعوث گردند۔ بعض علامات را مطابق پندار و فہمیدہ وہم خود ہا نیافتند۔ پس بر آں کساں کہ امر آنحضرت صلعم مکشوف شد۔ اوشان ایمان آوردہ اند و برآں گروہ کہ مکشوف نہ شد انکار کردند۔ ہم چنیں است حال مہدی۔ پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است۔"
(اشارات فریدی حصہ سوم ص۱۲۳)

یعنی جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو بعض لوگوں نے اپنی سمجھ و فہم کے مطابق اپنے دماغ میں کچھ علامات مقرر کی ہوئی تھیں۔ بعض لوگ جن پر حقیقت منکشف ہوگئی۔ وہ تو آپ آپ پر ایمان لے آئے۔ اور جن پر اصلیت نہ ظاہر ہوئی۔ وہ کفار اور منکرین کے زمرہ میں شامل ہوگئے۔ یہی حال مہدی کا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب ہی مہدی ہوں۔ تو کوئی امر مانع نہیں۔

دوستو! جبکہ محولہ بالا ارشادات کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ اور آپ ہی یقیناً موجودہ وقت کے ہادی و رہنما ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کے پیرو اور عقیدت کیش حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ کریں۔

بے شک آج بھی مطلب پرست مُلّانے اور علماء سُوء حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے خلاف تکفیر کے فتوے دے رہے ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے بیان کے بعد ان لوگوں کی تقلید کرنا آپ سے غداری کے مرادف ہے۔ اور ان کی وہ امانت جو انہوں نے ملفوظات کی صورت میں آپ لوگوں کے سپرد کی ہے۔ اس کی خطرناک بے حرمتی کرنا ہے۔ اور یہ بات کسی طرح بھی خواجہ صاحب کے وفاداروں کے شایانِ شان نہیں ہے۔

دیکھیں! آپ لوگ ان خود غرض اور ننگ اسلام ملّانوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ یا خدا کے برگزیدہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سے وفا کیشی اور عقیدتمندی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں:

ہمیں پہ کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہی غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

شُکریہ } میری احسان فراموشی ہوگی۔ اگر میں اپنے برادر محترم مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل "جامعہ" کے لئے تشکر و امتنان کا اظہار نہ کروں۔ آپ نے دلی ہمدردی، خلوص نیت اور برادرانہ عقیدت کے ساتھ اس ٹریکٹ کے جستہ جستہ مقامات کی تصحیح فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار مبارک احمد

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام چوہدری اللہ بخش پرنٹر چھپا)